اداریہ

آزادی سے پہلے، ہندوستان کے بہت سے دانشور اور عام لوگ اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ وہ ہندوستان میں نہ صرف برطانوی حکومت کو ہٹانے کے لیے بلکہ ہندوستانی تہذیب کی طاقت اور توانائی کو بحال کرنے کے لیے بھی جدوجہد کررہے تھے۔ مہاتما گاندھی اور ان جیسے دوسرے مفکرین نے اس وقت کی اس تفہیم کی وضاحت میں مرکزی کردار ادا کیا۔ ہندوستان کی آزادی اس کی شناخت کی دستاویز ہے۔ گاندھی جی کے چرخے کی اہمیت اس لیے بھی تھی کہ یہ ہندوستانی تہذیب کو دوبارہ متحرک کرنے کی علامت تھی۔ اس لحاظ سے ان برسوں میں ہم ہندوستانی کسی حد تک واقف تھے کہ ہم کس قسم کی تہذیب ہیں اور ہم مغربی تہذیب سے کس حد تک مختلف ہیں۔ اس ادراک کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم مغرب کے فلسفیوں اور مفکرین سے اپنے طریقے سے رابطہ کرسکیں۔ اس سب کی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں لیکن یہاں اس کی گنجائش نہیں۔ آزادی سے لے کر آج تک ہمارے اندر یہ شعور کم ہوتا جارہا ہے کہ ہم ایک علاحدہ تہذیب کے شہری ہیں حالانکہ دوسری تہذیبوں کے ساتھ مکالمے میں گاندھی جی نے تقریباً آٹھ دہائی قبل اپنی ایک کتاب میں اس تشویش کا اظہار کیا تھا کہ "ہم ہندوستانیوں میں یہ ایک سنگین عیب ہے کہ ہم اپنے اعمال اور سوچ میں اپنے آپ کو ہندوستانی تہذیب نامی ایک وسیع تعاون کا رکن سمجھنے کے عادی نہیں ہیں جس طرح دوسری تہذیبوں کے ماننے والے کرتے ہیں۔" ہم یا تو اپنے آپ کو بدھ یا جین یا شیعہ یا سنی یا اس طرح کی کسی بھی برادری کے ممبر مانتے

ہیں، لیکن ایسا کرتے ہوئے، ہم زیادہ تر یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ تمام کمیونٹیز ایک بہت بڑا تعاون تشکیل دیتے ہیں، جسے ہندوستانی تہذیب کا نام دیا جا سکتا ہے۔مگر کچھ سال پہلے پیپل آف انڈیا پروجیکٹ کے تحت ہندوستان کے تمام فرقوں کی مردم شماری کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس ملک میں ساڑھے تین ہزار سے زیادہ فرقے ہیں۔اگر ہم اس منصوبے کے ان نتائج کو ذہن میں رکھیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہماری یہ تہذیب ساڑھے تین ہزار طریقوں سے ظاہر اور مجسم ہوتی ہے لیکن گاندھی جی نے جس کمی کی نشاندہی کی تھی وہ آزادی کے بعد بڑھتی ہی گئی۔ایک طرف ایسے دانشور آئے جنہوں نے یا تو ہندوستانی تہذیب کی انفرادیت کو داغدار کیا یا اسے مکمل طور پر نظر انداز کر دیا۔ دوسری طرف ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو یہ مانتے ہیں کہ ہندوستانی تہذیب ایک چیز کا نام ہے، جو آسانی سے قابل تعریف ہے۔ یہ دونوں نظریات اس حد تک نامکمل ہیں کہ ان کو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے غلط سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہندوستانی تہذیب کئی طریقوں سے دوسری تہذیبوں سے مخلوط ہے۔ایسا ہونا فطری بھی ہے کیونکہ انسانی فطرت تمام تہذیبوں کا مرکز ہے۔لیکن تہذیبیں محض انسانی فطرت کا مظہر نہیں ہوتیں بلکہ وہ فطرت کے ساتھ انسانی فطرت کے تعامل سے جنم لیتی ہیں۔تہذیبوں کے مرکز میں انسانوں اور ان کے اردگرد پھیلے متنوع نباتات اور حیوانات کے درمیان کثیر الجہتی تعاملات ہیں۔فطرت کی نوعیت ہر جگہ ایک جیسی نہیں ہے۔ یہ آب و ہوا کے مطابق اپنی مختلف شکلیں لیتا ہے۔اس لیے انسان اور فطرت کے درمیان تعامل ہر جگہ یکساں نہیں ہے۔اس مکالمے کے نتیجے میں خود انسانی فطرت، خصوصاً انسان کا اجتماعی شعور، خود ہی بدل جاتا ہے۔ تہذیبوں میں فرق یہیں سے آتا ہے لیکن چونکہ انسان کی فطرت میں تسلسل ہے، وہ جہاں بھی ہو اور اسی طرح زمین پر مختلف مقامات پر ہونے کے باوجود فطرت میں بھی تسلسل ہے، اس لیے کوئی تہذیب ایسی نہیں ہو سکتی جو اپنے اندر بند ہو۔ یہ دوسری تہذیبوں سے الگ ہو سکتی ہے لیکن دوسری تہذیبوں کے ساتھ تعامل نہ کرنا اس کے

بس میں نہیں۔تہذیبوں کے درمیان مکالمہ صرف انسانوں کے کنٹرول میں نہیں ہے۔انسانوں سے ماوراطاقتیں بھی ان میں سرگرم ہیں۔شاید یہی وجہ ہے کہ زمین پر بہت سی تہذیبیں ہونے کے باوجود وہ ایک دوسرے کے ساتھ رابطے میں رہی ہیں۔ یہ درست ہے کہ دنیا کے مختلف نظاموں میں اس مکالمے کا مرکز بدلتا رہتا ہے،لیکن ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ تہذیبوں کے درمیان یہ باہمی مکالمہ رک جائے۔آج مغربی تہذیب مکالمے کا مرکز بن چکی ہے۔ یہ کوئی بہت پرانی بات نہیں ہے، اس کو مرکز بنے چارسوسال سے کچھ زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ قانون سازی کی طاقت جو آج مغربی تہذیب میں موجود ہے، وہ کہیں اور نہیں ملتی، لیکن یہ بھی سچ ہے کہ اس سے ہندوستانی تہذیب کی انفرادیت ختم نہیں ہوتی۔ ہندوستان کو اپنی قانون سازی کی طاقت حاصل کرنے کے لیے دوسری تہذیبوں سے مسلسل رابطے میں رہنا پڑے گا، لیکن یہ رابطہ تب ممکن نہیں ہوگا جب ہم یا تو اپنی تہذیب کی انفرادیت کو معمولی سمجھنا شروع کردیں یا اس انفرادیت کو بالکل قبول نہ کریں۔ جب کسی تہذیب کو اس کے داخلی تنوع اور ناقابل فہمی سے الگ کر کے اس کی تعریف کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو اس کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔اور پھر سیاسی طاقتوں کو یہ سہولت مل جاتی ہے کہ وہ اس زوال پذیر تہذیب کو کسی قسم کی قوم پرستی میں دبا کر وہاں کے شہریوں کے فکری مکالمے کو تباہ کردیں۔ ہندوستانی تہذیب کے لیے یہ اور بھی ناخوشگوار صورت حال ہے کیونکہ تمام تہذیبیں کسی نہ کسی حد تک ابلاغی اور جامع ہیں، لیکن ہندوستانی تہذیب کی ابلاغی صلاحیت اور اس کی روایتی شمولیت بہت بلند سطح پر رہی ہے لیکن اب اس شمولیت اور مکالمے پر سوالیہ نشان لگ رہا ہے۔ اسے دوبارہ قائم کرنا بھی آج کی اہم فکری کوششوں میں سے ایک ہے۔

مدیر